

خواجہ فخر الدین دہلوی: خدمات اور سماجی اثرات
(*Khawājah Fakhr-ud-Dīn Dehlavī: Services and Social Impact*)

Sadia Noreen

Lecturer in Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur

Dr. Humayun Abbas

Professor of Islamic Studies, GC University, Faisalabad

Muhammad Amir Hamza

Assistant Professor of Islamic Studies, Govt. Moulana Muhammad Zakir

Associate College Amin Pur Banglow, Chiniot

Abstract

This article studies *Khawājah Fakhr-ud-Dīn Dehlavī's* (1717-1784) services and their impact on the society. It explores that *Dehlavī* worked hard to promote the accurate Islamic teachings based on Quran and Sunnah of the Prophet. He revealed the awareness of what true faith and what the believer's relationship with his Lord was! He tried his best to save the society from instability by creating interfaith and intra-faith harmony. He conveyed his message to the royal palaces and apprised the rulers of their weaknesses. He authored several books on reforming beliefs and morals of the masses. He brought Shia sect closer to him. His hard work greatly helped to confiscate intolerant attitudes from the society.

Key Words: *Khawājah Fakhr-ud-Dīn Dehlavī*, services, impact

تمہید
اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا اور زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا پھر اس کی ہدایت اور تزکیہ نفس کے لیے پے درپے اپنی پسندیدہ ہستیوں کو بھیجا، پیغمبرانِ عظام کا یہ سلسلہ نبی رحمت ﷺ کی ذات گرامی پر ختم ہو گیا۔ اب انبیاء کے اس منشور کی ذمہ داری امتِ مصطفیٰ کے علماء و اولیاء پر ہے۔ چنانچہ صوفیہ کرام نے انبیاء کی اس وراثت کو لوگوں تک پہنچانے اور اصلاح معاشرہ اور تزکیہ نفس کا کام احسن طریقے سے بحالانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انھی صوفیہ میں سے ایک نمایاں شخصیت خواجہ فخر الدین

دہلوی (1717ء-1784ء) آف اورنگ آباد ہیں۔ شاہ کلیم اللہ دہلوی نے آپ کا نام فخر الدین رکھا اور اپنا ملبوس نو مولود کو عطا کیا، ساتھ ہی ساتھ بچے کی ولایت کی خوشخبری دی۔ خواجہ فخر الدین کی پیدائش کے وقت شاہ کلیم اللہ نے شاہ نظام الدین کو جو خط لکھا، وہ ساری زندگی شاہ فخر الدین نے سنبھالے رکھا۔ آپ باپ کی جانب سے صدیقی اور ماں کی جانب سے سید تھے۔ آپ کی والدہ حضرت گیسو دراز کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ کا لقب محب النبی تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی۔ آپ کے والد نے اپنے مرشد کی ہدایت اور پیشین گوئی کی وجہ سے شاہ فخر الدین کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر بندوبست کیا۔ چنانچہ آپ نے میاں محمد جان کے پاس فصوص الحکم، صدرا، اور شمس بازنہ وغیرہ پڑھیں۔ وہ خود شیخ اکبر کے فلسفہ پر عبور رکھتے تھے، اور فلسفہ وحدت الوجود کے ماہر تھے۔ آپ نے ہدایہ مولانا عبد الحکیم صاحب کے پاس پڑھی، جو اپنے وقت کے عظیم المرتبت انسان تھے۔ امیر خورد نے ان کے توکل اور تبحر علمی کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا: "بزرگ خوب عالم بود۔ در علم فقہ مہارت داشت و ہم توکل بدرجہ اتم بود۔" شاہ فخر الدین دہلوی نے سند حدیث دکن کے ایک مشہور محدث حافظ اسعد الانصاری الہمی سے حاصل کی۔ آپ نے کچھ کتابیں اپنے والد گرامی سے پڑھیں، جن میں شرح وقایہ، مشارق الانوار، نفحات الانس وغیرہ شامل ہیں۔ مذکورہ علوم کے علاوہ شاہ صاحب نے دیگر علوم و فنون سے بھی واقفیت حاصل کی۔ جن میں طب، تیر اندازی اور فنون سپاہ گری کی مہارت وغیرہ شامل ہیں: "ذات پاک کہ جامع جمیع علوم و فنون اند کہ دریں فن (سپاہ گری) ہم مہارتے تمام داشتند۔"²

شاہ نظام الدین کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی۔ ہمہ وقت ان کی اصلاح باطن میں متوجہ رہتے۔ شاہ نظام صاحب کے انتقال کے وقت شاہ فخر کی عمر 16 برس تھی۔ آپ نے اپنے آخری وقت میں بیٹے کو سینے سے لگایا اور روحانی دولت سے مالا مال کر دیا۔ باپ کے وصال کے بعد تین سال تک شاہ فخر نے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ زیر نظر مقالے میں سلسلہ چشتیہ کے اس عظیم صوفی اور ولی کامل کی تزکیہ نفس اور اصلاح معاشرہ کے لیے خدمات اور ان کے سماجی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

سماجی خدمات

خواجہ فخر الدین دہلوی نے جس وقت میں سماجی خدمات کا کام دہلی میں شروع کیا اس وقت دہلی کے حالات یکسر بدل چکے تھے۔ یہ محمد شاہ کا زمانہ تھا، جس میں ہر طرف قتل و غارت گری کا دور دورہ تھا۔ نادر شاہ کا قتل ہو چکا تھا۔ سکھ، جاٹ اور مرہٹے لوٹ مار میں مصروف عمل دکھائی دیتے تھے، اور قطب الدین ایک اور التمش کا دور تابناک آخر کار محمد شاہ کے وقت میں دہلی کو خیر باد کہہ رہا تھا؛ اور مسلمانوں کا سیاسی انحطاط و زوال اپنی داستان رقم کر رہا تھا۔ عین اسی وقت میں دہلی میں دو خانقاہیں انقلابی تحریکوں کے ساتھ زور آزمائیں۔ ایک مدرسہ رحیمیہ کہ جہاں شاہ ولی اللہ مسند نشین ہیں تو دوسرا جمیری دروازہ جہاں ایک نوعمر شخص پوری علمی و روحانی تابناکیوں کے ساتھ اپنے جوہر دکھا رہا تھا۔ یہ فخر الدین دہلوی تھے۔ خواجہ فخر الدین دہلوی میں اپنے باپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کارنگ ظاہر تھا۔ دور دور سے لوگ پروانوں کی طرح آپ کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ آپ کی سماجی خدمات کا اثر یہ ہوا کہ شاہی محلات سے لے کر جھونپڑیوں میں رہنے والے غربا تک لوگ آپ کے حلقہ دُروس میں شامل ہوئے اور یوں کڑی سے کڑی ملتی گئی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

¹ خواجہ گل محمد احمد پوری، کلمہ سیر الاولیاء (دہلی: مطبع رضوی، 1312)، 108۔

² نظام الملک، مناقب فخریہ (دہلی: مطبع یوسفی، 1315ھ)، 21۔

دعوتی و تبلیغی خدمات

شاہ کلیم اللہ دہلوی کی طرح شاہ فخر الدین دہلوی کا نظام تبلیغ بھی نہایت مربوط اور مرکز سے متصل تھا۔ اپنے زمانے میں معاشرے میں موجود بُرائی کا جڑ سے قلع قمع کرتے اور اس سلسلے میں شاہ نظام کے دیے ہوئے اصولوں پر چلتے۔ آپ کا نظریہ بین المذاہب ہم آہنگی میں ایسا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ ہندوؤں کو ذکر بتاؤ اور تبلیغ کرو۔ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ پہلے مسلمان ہو جائیں پھر ہم ذکر بتائیں گے۔ اور فسادات سے بچنے کے لیے آپ ہندوؤں کے مسلمان ہونے کے بعد تقیہ کرنے کے معاملے میں خاموش ہو جاتے کیونکہ آپ کے پاس ایک ہندو عورت نے اسلام قبول کر لیا اور پھر علی الاعلان چرچا بھی کر دیا تو اس کے ثمرات بد اس قدر پھیلے کہ ایک خانہ جنگی کی فضا قائم ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے معاشرے کے اس رویہ کو جانا اور حکم دیا کہ تقیہ کرنا اس وقت میں بہتر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کی کیفیت سے نہ نکلے وگرنہ مرتد ہو جائے گا۔ فرمایا کہ: "ذکر خود اور ادر ربکہ اسلام خواہد کشید۔" ³ آپ کی اس حکمت عملی کا اثر یہ ہوا کہ ان گنت ہندو آپ کے دست اقدس پر مسلمان ہوئے۔ نور الدین فخری نے ان میں سے اکثر ہندوؤں کا نام بھی درج کیا ہے: "ہندوئے آمد کہ از مدتیہ در طریقہ شامل شدہ است و نماز ہم با خفا می گذارد گویا از یاران است۔" ⁴

شاہ فخر الدین کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ قرآنی اصول تبلیغ "لا اکراہ فی الدین" پر کار بند رہتے ہوئے چلتے اور دوسرا اصول یہ اپناتے کہ ہندوؤں کی کتب سے جہاں وید میں وحدانیت خداوندی اور رسالت محمدی کا ذکر ہوتا اسے بیان فرماتے چنانچہ اس ضمن میں وہ قرآن مجید کے درج ذیل اصول پر کار بند نظر آتے ہیں: "قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔" ⁵ "فرمادیجئے! اے اہل کتاب آؤ اس ایک کلمہ (توحید) کی طرف جو آپ میں اور ہم میں مشترک ہے۔" دوسری جانب شاہ صاحب کے زمانے میں سکھوں اور جاٹوں کی چیرہ دستیوں انتہا کو پہنچ چکی تھیں۔ دہلی کا ہر خاندان ہراساں اور پریشان نظر آتا تھا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر بھی شاہ صاحب نے حکومت کی طرف پہلے رجوع کیا اور مسلح مزاحمت سے اس وقت تک گریز کیا جب تک کہ بادشاہ وقت کو باقاعدہ تنبیہ نہ فرمائی۔ چنانچہ یہ بھی صوفیہ چشت کا ایک اصول رہا ہے کہ پر امن طریقے سے معاشرے میں فسادات کو حکومت وقت کے تعاون سے ختم کرنے کی مساعی کی جائیں، وگرنہ خود میدان میں اتر جائے۔ اس اصول کو اگر دیکھا جائے تو موجودہ زمانے میں جو دہشت گردی کا دور دورہ ہے اس کی کوئی گنجائش صوفیہ چشت کے ہاں نہیں۔ موجودہ دور میں جو جماعتیں دہشت گردی پھیلا رہی ہیں ان کو صوفیہ چشت کے اس اصول کی طرف آنا چاہیے کہ اپنے تحفظات حکمران وقت کو بتائیں اور حکمرانوں سے ان کا حل لیں۔ اس کا یہ طریقہ ہر گز نہیں کہ اپنے نظریات کی ترویج میں مسلح بغاوت کی جائے۔

بین المذاہب ہم آہنگی میں شاہ صاحب کی کوششیں

شاہ صاحب کے زمانے میں شیعوں کا اقتدار ہندوستان پر بڑھ چکا تھا۔ سنی علما پر سختی کی جارہی تھی اور ان کے لیے پُر امن زندگی ناممکن بن چکی تھی۔ اس دور میں شیعہ اور سُنی فسادات کا ہمیشہ خطرہ رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت مظہر جان جاناں کو ایک ایرانی شیعہ نے

³ شیخ احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی (کراچی: دارالاشاعت، 2006ء)، مکتوب نمبر 10۔

⁴ سید نور الدین حسینی، فخر الطالین (مطبع دہلی: 1300)، 68۔

⁵ آل عمران 3: 64۔

شہید کر دیا تھا۔ شاہ صاحب وحدت ملی کے بہت بڑے داعی تھے اور ہمہ وقت ان دو مسالک کے درمیان خلا کو کم کرنے کی کوششیں میں رہتے۔ جس شیعہ شخص نے حضرت مظہر جان جاناں کو شہید کیا تھا اسی نے شاہ صاحب کو شہید کرنے کی کوشش کی مگر آپ کے گرد ہر وقت مریدین کا تانتا بندھا رہتا۔ آخر ایک بار وہ آپ کی مجلس میں آیا اور اپنے ارادہ بد سے توبہ کر کے اٹھا۔ شاہ صاحب شیعوں میں بھی جاتے اور اپنا کام کرتے۔ بہت سے شیعہ آپ کے مرید بھی ہو گئے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ایک بار شیعوں میں آنے جانے کی وجہ پوچھی تو شاہ فخر الدین نے فرمایا: ازایں جیت از سبب وتبرا باز می آیند۔⁶ اس طرح وہ سب و شتم اور تبر سے باز آجاتے ہیں۔ "لہذا میں ان کی طرف محبت و بے تکلفی سے آگے بڑھتا ہوں۔ بین المسالک ہم آہنگی میں پیش پیش رہتے ہوئے شاہ فخر الدین کو ہر وقت شدید مخالفت کا سامنا رہتا تھا۔ اور ایسی خطرناک اور بے یقینی کی صورت حال میں آپ تقیہ کرنا لازم سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ: گویند کہ در مذہب شیعہ تقیہ روا است من گویم کہ فقیر لازم است۔"⁷ کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ میں تقیہ روا ہے، جب کہ میں کہتا ہوں کہ فقیر کے لیے یہ لازم ہے۔"

امر او سلاطین کی اصلاح اور شاہ

کسی بھی معاشرے میں سماجی رویوں کے بننے اور اختیار کیے جانے میں امر او سلاطین اہم کردار ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب کی بصیرت یہ ہے کہ آپ اس اصول کو جانتے تھے کہ اگر امر کی اصلاح ہو جائے تو سماجی رویوں کی اصلاح میں آسانی اور بہتری ہو جائے گی۔ لیکن آپ نے بیک وقت اس طبقے کے لیے دو اصول اپنائے۔ ایک تو صوفیہ مچشت میں سے متقدمین کا غنا کا اصول اپنایا تھا اور دوسرا ان کی اصلاح کے لیے ہر چند گامزن رہے۔ چنانچہ آپ کے وقت کے امر او سلاطین اور یہاں تک کہ شاہی خاندان کے لوگ بھی آپ کے مریدین میں شامل تھے، لیکن اصول غنا کو شاہ صاحب نے ہاتھ سے نہ جانے دیا: از اغنیاء ملاقات بکمال استغناء دارند۔⁸ اغنیاء سے ملاقات میں استغنا کرتے تھے۔ "سر سید احمد خان نے آثار الصنادید میں لکھا ہے کہ جتنے امر، ذوالاقتدار اور سلطان عہد تھے سب آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر آپ ہی کی خاک در کو وسیلہ آبرو جانتے تھے اور آپ ہی کے غبار آستان کو تاج و عزت و اعتبار سمجھتے تھے۔⁹ آپ نے غنا کی دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ چنانچہ ظل سبحانی اور وہ امر اجوان کے معتقد تھے، انھوں نے ایک مرتبہ پورا دیہات اور اس کی ملحقہ زمین قبول کرنے کی درخواست کی لیکن آپ نے انکار فرما دیا:

حضرت ظل سبحانی و امرائے مرید و معتقد تمنائے قبول دیہات نمودند قبول نہ فرمودند، وارشاد کردند کہ اگر خواہند کہ ماوریں شہر باشیم یا دیگر این حرف
تمنا بمیان نیاید۔¹⁰

⁶ قاضی بشیر الدین میرٹھی، ملفوظات شاہ عبدالعزیز (دہلی: مطبع مجتہبی، 1314ھ)، 29۔

⁷ حسینی، فخر الطالین، 52۔

⁸ حسینی، فخر الطالین، 8۔

⁹ سید احمد خان، آثار الصنادید، (مطبوعہ دہلی: 1956)، 32۔

¹⁰ نظام الملک، مناقب فخریہ، 33۔

حضرت ظل سبحانی اور امرانے جو مرید و معتقد تھے نے دیہات (گاؤں) قبول کرنے کی درخواست کی۔

آپ نے قبول نہ کیے اور فرمایا اگر چاہیں تو چھوڑ جائیں ورنہ یہ خواہش دوبارہ نہ کریں۔

بادشاہ وقت اس بات کا خواہاں رہا کہ آپ میرے ہاں تشریف لائیں، لیکن آپ کبھی نہ گئے۔ ایک بار اصرار کرنے پر تشریف لے گئے تو وہاں کھانا کھانا پڑا۔ وہاں سے واپسی پر اس کراہ کا تدارک اس طرح کیا کہ فقر اور درویشوں کے مکانات پر تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ کچھ کھانا کھایا اور فرمایا کہ نفس کو مارنے کے لیے یہ صحبت بادشاہوں کی صحبت سے بہتر ہے کہ جہاں نفس پروان چڑھتا ہے۔¹¹ نواب ضابطہ خاں ایک مشہور سردار تھا۔ وہ آپ کے مریدین میں سے تھا۔ اس نے غیاث گڑھ کے علاقے میں کئی دیہات نذر کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے صراحت کے ساتھ انکار فرمادیا۔

شاہ صاحب کی سیاسی بصیرت اس قدر تھی کہ آپ جانتے تھے کہ بادشاہ وقت اگر امر او سلاطین کے ساتھ اپنے تعلقات خوش گوار رکھیں تو معاشرے میں امن رہے گا اور اس ضمن میں ہمیشہ کوشاں بھی رہتے تھے۔ چنانچہ بادشاہ وقت کو تنبیہ فرماتے اور وقت کے سلاطین و امرا بھی آپ کے مریدین میں سے تھے اور خیر النساء بیگم بھی آپ سے بیعت تھی۔ چنانچہ دونوں طرف بحیثیت شیخ حکم فرماتے۔ آپ کی ان مساعی کی وجہ سے دہلی کے حالات کچھ بہتری کی طرف آئے۔ جب بھی آپ شاہ عالم اور امر میں تندی دیکھتے تو خود میدان عمل میں اتر کر معاملات کو حل فرماتے۔ چنانچہ بادشاہ کو نواب ضابطہ خاں سے بدظن کیا گیا جس کا نتیجہ خانہ جنگی کی صورت میں ہو سکتا تھا۔ تو شاہ صاحب نے خود بادشاہ کی ناراضگی کو دور کر کے معاشرے کو بے اعتدالی اور بدامنی سے بچایا۔¹² ایک مرتبہ Alexander Seton سے شاہ عبدالعزیز دہلوی کا جھگڑا ہوا تو بھی شاہ صاحب نے صلح کروائی۔¹³

دہلی کے سیاسی مسائل کے حل کی کوششیں

دہلی سلطنت کے سیاسی مسائل کے حل میں شاہ صاحب نے اپنی سیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے جو اقدامات کیے وہ تاریخ میں آج بھی نمایاں ہیں۔ شاہ صاحب نے بادشاہ وقت اور امر او سلاطین کے مابین کشمکش کو سیاسی مسائل کی بنیادی وجہ قرار دیتے ہوئے دونوں کی رشد و ہدایت اور خیر و اصلاح کا کام کیا۔ آپ نے ان سیاسی انحطاط و زوال کے اوقات میں کلمہ حق بلند کیا اور بادشاہ وقت کو تنبیہ فرمائی کہ جب تک بادشاہ وقت خود محنت نہیں کرے گا حالات دگرگوں رہیں گے۔¹⁴ آپ نے اپنی سیاسی بصیرت سے بادشاہ وقت کو یہ بھی تنبیہ فرمائی کہ اگر امر او سلاطین کو امور بادشاہت میں نائب رکھا جائے گا تو ان کے مخالفین امر اس سے ناخوش ہو کر بدامنی کی طرف آئیں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ: اگر امیرے مامور و مختار و نائب سلطنت نما ید امرائے دیگر ناخوش می شوند پس اول مقدم این است کہ آنصاحب بذات خود مستعد محنت کشی و ملک گیری شوند۔¹⁵ اگر امیر کو مامور و مختار اور نائب سلطنت بنایا جائے گا تو دیگر امراء ناخوش ہوں گے لہذا اول اور مقدم

¹¹ نظام الملک، مناقب فخریہ، 34۔

¹² نظام الملک، مناقب فخریہ، 56۔

¹³ محمد اختر مرزا، مناقب فریدی (دہلی: مطبع احمدی، 1314ھ)، 36۔

¹⁴ خواجہ گل محمد، تکملہ سیر الاولیاء، 117۔

¹⁵ خواجہ گل محمد، تکملہ سیر الاولیاء، 118۔

بات یہی ہے کہ بادشاہ خود محنت سے کام لے اور امور سلطنت کو سنبھالے۔" اس کا اثر یہ ہوا کہ شاہ صاحب کا یہ کلمہ حق بادشاہت کے ایوانوں سے لے کر غربا کی جھونپڑیوں تک دلوں میں گھر کر گیا۔

علمی و تدریسی خدمات

شاہ فخر الدین دہلوی نے اجمیری دروازے کے مدرسے میں اس وقت میں تدریسی کام شروع کیا جب معاشرے میں علم حدیث کے حصول کی بجائے لوگ بدعات کی طرف متوجہ تھے۔ آپ نے عین اس وقت میں اشاعت حدیث کا فریضہ سرانجام دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف کے دروس اور مشکوٰۃ شریف کے دروس آپ کا مشن بن چکا تھا۔¹⁶ بعض شاگردوں کو آپ ابتدائی کتب پڑھاتے جب کہ بعض کو میزان الصرف سے لے کر بخاری تک پڑھاتے۔ سفر السعادات کے مطالعہ کے دوران فرمانے لگے کہ مہربانج الدین بخاری پڑھ رہے ہیں اور سید احمد مسلم شریف پڑھ رہے ہیں، میراجی چاہتا ہے کہ سفر السعادات کسی شاگرد کو پڑھاؤں۔ چنانچہ صاحب مناقب فخریہ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور شاہ صاحب سے یہ کتاب پڑھی۔¹⁷ آپ کی اس خانقاہ میں دور دور سے طلبہ آتے اور علوم کے حصول کے بعد معاشرے کی اصلاح میں مصروف عمل ہو جاتے۔ چنانچہ خواجہ نور محمد مہاروی جیسے سپوت اس خانقاہ کے مرہون منت ہیں۔ آپ کے وقت میں دہلی میں دو مدارس تھے: مدرسہ اجمیری دروازہ اور مدرسہ رحیمیہ۔ مدرسہ اجمیری دروازہ میں شاہ فخر الدین دہلوی موجود تھے۔ آپ کے مدرسے میں تصوف اور باطن و سلوک کا رنگ غالب تھا۔ اور مدرسہ رحیمیہ میں شاہ ولی اللہ علوم ظاہر و باطن پر زور دیتے ہوئے ایک زبردست انقلابی تحریک کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل تھے۔ شاہ صاحب کا علمی ذوق کچھ ایسا تھا کہ قرض بھی ہاتھ آجاتا تو کتابیں خرید لیتے:

مگر کتب ہارا کہ حضرت صاحب بسیار دوست می دارند، واگر قرض ہم بدست آید

خرید می فرمایند و بفضل الہی، اکنون کتاب خانہ بسیار درس کار است۔¹⁸

"لیکن کتابوں کو حضرت صاحب بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اگر قرض بھی ہاتھ آجاتا تو کتابیں خرید لیتے

تھے بفضل الہی سرکار کے کتب خانے میں بہت سی کتابیں تھیں۔"

کبھی حدیث بیان فرماتے تو کبھی عوارف المعارف اور فوائد الفوائد سے اتنا عشق تھا کہ سینے سے لگی رہتی۔

تصنیفی خدمات

اس وقت میں معاشرتی رویوں کی اصلاح کے ضمن میں عقائد و تصوف پر کام کرنے کی بہت ضرورت تھی، آپ نے اس ضمن میں تین کتابیں تصنیف فرمائیں اور ان کی ترویج و اشاعت کی: نظام العقائد، رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن۔

نظام العقائد

نظام العقائد علم عقائد پر ہے۔ آپ نے اس میں نہایت عمدگی اور اختصار کے ساتھ عقائد اسلامی کو بیان کیا۔ اس کتاب کی وجہ

¹⁶ حسینی، فخر الطالین، 22۔

¹⁷ نظام الملک، مناقب فخریہ، 31۔

¹⁸ حسینی، فخر الطالین، 96۔

تصنیف یہ بتائی کہ پاک پتن میں حاضری کے دوران آپ نے لوگوں کے عقائد میں توہمات کو دیکھا تو ارادہ فرمایا کہ عقائد کے بگاڑ میں اصلاح کے لیے ایک کتاب لکھی جائے جس میں بنیادی عقائد اسلامیہ کی تشریح بیان کی جائے اور لوگوں کے عقائد میں بگاڑ کو ختم کیا جائے۔ یہ کتاب عمارت علمی پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے۔¹⁹ اس کتاب میں عقائد اہل سنت اور فقہی اعتبار سے فقہ حنفیہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

رسالہ مرجیہ

رسالہ مرجیہ میں شاہ صاحب نے اس مغالطے کو ختم کیا ہے کہ غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب نہیں۔ آپ نے اس کتاب کے ایک قول کی شرح میں رسالہ مرجیہ تصنیف کیا اور اس بات کو ثابت کیا کہ یہ کتاب شیخ عبدالقادر جیلانی ہی کی ہے۔ لیکن اس ایک قول کا مطلب وہ نہیں جو بیان کیا جاتا ہے۔ اور مذہب حنفیہ میں رحمت خداوندی کو غالب رکھا جاتا ہے اور اس قدر کے مضمون غضب کو فراموش نہیں کیا جاتا۔

فخر الحسن

یہ کتاب شاہ صاحب نے سلسلہ چشتیہ سے متعلق شاہ ولی اللہ کے ایک قول کی تردید میں لکھی۔ انتباہ میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا تھا کہ سلسلہ چشتیہ حضرت علی تک متصل نہیں ہے۔ اور اپنے اس قول کی تائید میں کلام کیا کہ حضرت حسن بصری کی عمر بہت کم تھی حضرت علی کے زمانے میں اور آپ کی حضرت علی سے ملاقات بہ اعتبار تاریخ ثابت ہی نہیں۔ شاہ فخر الدین دہلوی نے اس قول کی تردید میں نہایت محدثانہ کلام کیا اور ثابت کیا کہ حضرت حسن بصری کو حضرت علیؑ سے خلافت عطا ہوئی۔ مولانا عبدالعلی، بحر العلوم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تحقیق جو شاہ صاحب نے لکھی ہے ہمیں معلوم نہ تھی۔ شاہ رفیع الدین نے اس کا جواب تحریر کرنے کی کوشش کی مگر نہ لکھ سکے۔ شاہ فخر الدین نے یہ کتاب جستہ جستہ اپنی مجلس میں سنوائی اور صاحب مناقب فخریہ نے اس کا نام فخر الحسن تجویز کیا، جس کو آپ نے بہت پسند فرمایا۔²⁰

فخر الحسن کے حوالوں میں تاریخ صغیر بخاری، تہذیب الکمال مزنی، شروط ائمہ حازمی، تہذیب الاسماء، سنن کبریٰ بیہقی، تاریخ خطیب بغدادی، حلیۃ الاولیاء، تقریب نووی، تاریخ الاسلام ذہبی، مرآة الجنان یافعی، سنن دارقطنی، کتاب الثقات ابن حیان، فتح الباری، تدریب الراوی کے حوالے ملتے ہیں، جن سے آپ کے علمی و تصنیفی تبحر کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ ان تصانیف کے علاوہ آپ کے چند خطوط بھی ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک خط مناقب المحبوبین میں محفوظ ہے۔ اس خط میں اتباع شریعت کی تلقین اور وحدت الوجود کے نکات کا بیان ہے۔ فخر الطالبین میں مذکور ہے کہ شاہ صاحب نے ارادہ فرمایا کہ وحدت الوجود پر کلام کرتے ہوئے ایک مربوط تصنیف پیش کی جائے، جس میں شیخ اکبر کے کلام کی صراحت کو بیان کیا جائے لیکن بعد میں اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ عوام الناس شیخ اکبر کے کلام میں خلط محث کا شکار رہیں گے اور معاملہ عقائد کے بگاڑ تک جا پہنچے گا۔²¹

¹⁹ مسرید، آثار الصنادید، 33۔

²⁰ نظام الملک، مناقب فخریہ، 98۔

²¹ حسینی، فخر الطالبین، 77۔

شیخ کی ان تدریسی خدمات سے سماجی مسائل کا حل یعنی لوگوں میں سنت و حدیث کی تعلیم کو عام کرنا اور عقائد کے بگاڑ میں اصلاح کرنا واضح ہوتا ہے۔

سماجی رویوں کی صلاح اور اصلاح تصوف

شاہ فخر الدین دہلوی نے جس وقت مسند ارشاد و تلقین پر ذمہ داری سنبھالی تو مسلمانان ہند تنزل و انحطاط کی آخری حد تک پہنچ چکے تھے۔ مذہب کی روح ختم ہو چکی تھی، ہر شخص تو ہم پرستی میں گرفتار تھا۔ اعمال، تعویذ گنڈوں اور توہمات پر اعتقاد حد سے زیادہ تھا، اس نے عمل کی طاقت کو سلب کر لیا تھا۔ زندگی جمود مرگ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ مذہب سے ناواقفیت عام تھی۔ قرآن مجید کی زبان کو کوئی جانتا نہ تھا۔ اور کتاب اللہ محض تبرک کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ ان حالات کے پیش نظر شاہ ولی اللہ نے فارسی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ شاہ فخر الدین نے خطبہ جمعہ کو عربی میں بیان کرنے سے پہلے اردو میں خطبہ دینے کا مشورہ دیا۔ اور یہ برصغیر میں مابعد لوگوں نے آپ ہی کی اتباع میں اردو یا کسی بھی مقامی زبان میں خطبہ شروع کیا: پس اگر خطبہ بہ لفظ ہندی دریں مملکت خواندہ شود برائے چیزے کہ موضوع است حاصل می شود الا برائے سائر الناس فائدہ ندارد کہ از زبان عربی واقف نیستند۔²² اگر ہندوستان میں خطبہ ہندی زبان میں پڑھا جائے تو اس کا اصلی مقصد حاصل ہو جائے۔ ورنہ عوام کے لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ وہ تو عربی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے۔ "یہ شاہ فخر الدین کا تفرّد اور اجتہادی فیصلہ تھا۔ جو کہ خطبے کی اصل منشا کے عین مطابق تھا، کیونکہ یہ سب باتیں دراصل اس لیے تھیں کہ عوام مذہب کی حقیقت و ماہیت کو سمجھیں۔ شاہ فخر الدین کے زمانے میں تعویذ گنڈوں پر عوام بہت زیادہ یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے عوام کو بہت زیادہ وظائف و غیرہ بتانے سے گریز کیا اور عمل صالح بر سنت نبوی ﷺ کی ہی تلقین کی۔ جس کسی کو کچھ بتانا ہو تو مناسب موقع پر بتادیتے، لیکن عام طور پر اعمال بتانے سے پرہیز کرنے اور اگر کسی کو عمل بتاتے بھی تو صرف حدیث شریف سے عمل بتاتے: "اکثر اعمال حضرت مولانا از حافظ جیو سند دارند و صحت حدیث۔"²³ سید نور الدین فخری کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میں پہلے ہی لوگوں کو بہت کم عمل بتاتا تھا کیونکہ لوگوں کا ایقان ہو گیا تھا کہ مرید ہو جانے کے بعد بس جو ہم چاہیں گے شاہ صاحب عمل بتائیں گے اور اس سے کام ہو جائے گا تو عام لوگوں کے اس ایقان پر کاری ضرب لگانے کے لیے میں نے یوں اوراد و اعمال بتانا ختم کر دیا۔ آپ نے اس ضمن میں یوں تنبیہ فرمائی کہ: درکار خانہ خُدائے مداخلت نہ کنیم حق تعالیٰ ہر چہ خواستہ باشند بکنند۔"²⁴ اللہ کے گھر کے معاملات میں مداخلت نہ کرو اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

اس زمانے میں ایک سماجی رویہ یہ بھی پایا جاتا تھا کہ لوگ بیک وقت سلوک میں ایک سے زیادہ سلاسل پر چلنے کی بھی کوشش کرتے تھے اور اپنے آپ کو مشکل میں ڈال دیتے تھے۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو اس طرز عمل سے منع فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ صرف ایک سلسلے کے معمولات کو شریعت کے عین مطابق مکمل کر لیا جائے تو یہی کافی ہے۔ اسی طرح لوگ سماع میں بھی خرافات کے قائل ہو چکے تھے۔ اور سماع سے متعلق مسموع اور مسموع بہ کی جو شرائط خواجہ نظام الدین نے عائد کی تھیں ان کو یکسر بھول چکے

²²حسینی، فخر الطالین، 46۔

²³حسینی، فخر الطالین، 52۔

²⁴حسینی، فخر الطالین، 115۔

تھے۔ ایک بار آپ نے دیکھا کہ خواجہ نظام الدین کے عرس کے موقع پر سماع ساز و سرنگی کے ساتھ اور ناچ کے ساتھ ہو رہا ہے، تو وہاں موجود صوفی یار محمد کو گریبان سے پکڑا اور سخت گیر ہو کر فرمایا کہ ہمارے بڑوں نے سماع کی اس حالت کو مکروہ تحریمی قرار دینے میں خون جگر لگایا ہے اور تم نے پھر وہی بدعات و خرافات شروع کر رکھی ہیں۔²⁵ چنانچہ مختلف سماجی رویوں کی اصلاح اور تصوف سے متعلقہ معاشرے میں موجود مختلف مسائل کے حل کے لیے خواجہ فخر الدین نے جس نازک دور میں کام کیا اُس کی مثال نہیں ملتی۔

اتباع سنت کی ترغیب

جس وقت شاہ فخر الدین دہلوی نے مسند ارشاد کو سنجالا اس وقت بہت سے علما اور صوفیہ دہلی میں موجود تھے، مگر ان میں سے زیادہ تر ایسے تھے جو اتباع شریعت کو بھول چکے تھے۔ ان صوفیہ خام کے خطرے سے شاہ صاحب نے معاشرے کو آگاہ کیا اور بچنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ یہ وہ وقت تھا کہ جب کثیر تعداد میں بظاہر صوفی کہلوانے والے شریعت و سنت سے اعراض کر چکے تھے۔ صاحب فخر الطالین لکھتے ہیں کہ: بہر اہل اللہ ہر کس را کہ نصیب دست دبد قول و فعل اور قال اللہ وقال الرسول انکار۔²⁶ "اہل اللہ ہر شخص کے لیے قول و فعل کے ساتھ قال اللہ وقال الرسول کو معیار بنائیں۔" چنانچہ شاہ صاحب نے اتباع سنت کی عملیوں تلقین کی کہ چھوٹی سے چھوٹی سنت کو اپنانا بھی اپنا وطیرہ بنا لیا۔ چنانچہ وضع قطع، لباس، اعمال و عادات سب کچھ سنت کے مطابق کر لیا۔ تقریر کرتے تو وہ بھی سنت کے مطابق۔ مسئلہ وحدت الوجود پر ان کا ایمان تھا، مگر اس سے متعلق عامۃ الناس میں بحث کرنا مناسب سمجھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے تھے وحدت الوجود کے بیان میں خلطِ مجتہد کی بنا پر لوگ شرک کی طرف رغبت اختیار کرتے ہیں، جب کہ ابن عربی کا یہ کلام خواص ہی کے لیے ہے اور انھی میں اس کو بیان کرنا چاہیے۔ مناقب فخریہ میں ہے کہ: در امور جزوی و کلی اتباع سنت نبویؐ وہ بندگان نیز دریں امر تاکید کند۔²⁷ "جزوی اور کلی امور میں لوگوں کو اتباع سنت کی تاکید کر دیں۔" آپ چھوٹی اور بڑی تمام باتوں میں خود اتباع سنت کرتے اور اسی کی تاکید بھی فرماتے۔ ایک مرتبہ کھانے کے لیے بیٹھنے لگے تو بیٹھ کر فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ اسی طرح بیٹھتے تھے۔ اسی طرح خواب سے بیداری کے بعد مسواک کی اور ہر وضو میں مسواک کی تلقین فرماتے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ خوشبو کی تلقین فرمائی تو نہایت محبت بھرے لہجے میں فرمایا کہ نبی رحمت ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ ایک مرتبہ اپنا جنگ کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جنگ کے دوران آنکھوں میں بارود کے اثر سے نقصان ہوا مگر چونکہ میں نے سُرْمہ استعمال کیا تو اتباع سنت کی برکت سے بینائی کو نقصان نہیں پہنچا۔²⁸ ایک جگہ مریدین کو اتباع سنت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

²⁵ نظام الملک، مناقب فخریہ، 81۔

²⁶ حسینی، فخر الطالین، 2۔

²⁷ نظام الملک، مناقب فخریہ، 40۔

²⁸ حسینی، فخر الطالین، 101۔

درود لے کہ در حدیث شریف آمدہ بموں رانجوانند بطرف چیز ہلائے دیگر رجوع نکنند
دبہ مذہب حنفی تعصب می کنندہ بطرف حدیث بسیار رجوع دارند۔²⁹

حدیث شریف میں جو درود آیا ہے اسی کو پڑھیں دوسری طرف کی چیزوں کی طرف رجوع مت کریں۔
مذہب حنفی پر مضبوطی سے قائم رہیں حدیث کی طرف کثرت سے (ہر معاملے میں) رجوع کریں۔

چنانچہ وہ وقت کہ جب صوفیہ کُلام و علماسو بھی حدیث پاک کی طرف نہ آتے اور اتباع سنت کی بجائے لوگوں نے بدرسومات کو اختیار
کیا عین اس وقت میں شاہ صاحب نے ہر چھوٹی سے چھوٹی سنت کو اپنا کر عملاً ثبوت دیا کہ سنت کی اہمیت یہ ہے کہ ہر چھوٹے سے
چھوٹے معاملے میں بھی سنت ہی کو مقدم رکھا جائے۔

خلاصہ بحث

برصغیر پاک و ہند کے سیاسی، معاشرتی اور مذہبی تنزل و انحطاط کے دور میں صوفیہ چشت میں سے خواجہ فخر الدین دہلوی نے غلط
اور خطرناک سماجی رویوں کی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔ سماج کا ایک رویہ غلبہ بھجمل اور علوم دینیہ سے دوری تھا۔ خواجہ صاحب
نے علوم کی ترویج کے لیے درس و تدریس کا ایک ایسا سلسلہ رائج کیا، جس کے دور رس نتائج مرتب ہوئے اور لوگوں میں دین سے
واقفیت کے مواقع پیدا ہوئے۔ آپ نے لوگوں کے عقائد سے توہم پرستی کو دور کیا؛ حدیث اور سنت سے بے اعتنائی برتنے والوں
کو ذات رحمت للعالمین کے قریب کیا؛ یہ شعور اُجاگر کیا کہ اصلی ایمان کیا چیز ہے اور بندہ مومن کا اپنے رب سے کیا تعلق ہے!
سماج میں بے اعتدالی کی ایک بڑی وجہ حکمران طبقہ خود تھا، خواجہ فخر الدین دہلوی نے شاہی محلات تک خیر اور اصلاح کا پیغام پہنچایا
اور حکمرانوں کو ان کی ان کمزوریوں سے آگاہ کیا، جن کی بنا پر معاشرہ سیاسی تنزلی کا شکار ہو رہا تھا۔ خواجہ فخر الدین دہلوی نے
قابل قدر تصنیفی کام بھی کیا۔ اجدوہن کے لوگوں نے آپ سے فرمائش کی کہ ایک ایسی کتاب مرتب کریں جس میں روافض کے
عقائد کا رد کیا جائے، اور اہل سنت کے عقائد کو عبارات حنفیہ سے واضح کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے "انظام العقائد" تحریر کی، جس
میں نہایت عمدگی اور اختصار سے اسلام کے بنیادی عقائد پر بحث کرتے ہوئے معتزلہ اور روافض کے عقائد کا ابطال اور عقائد اہل
سنت کا اثبات کیا۔ آپ نے بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی پیدا کر کے معاشرے کو بدامنی سے بچانے کی سعی کی۔ دہلی کی
مسلم معاشرت میں ایک پریشان کن داخلی امر شیعہ سنی فسادات کے حوالے سے تھا، یہ معاملہ اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ حضرت
مظہر جان جاناں کی شہادت اسی داخلی مسئلے کی وجہ سے ہوئی۔ خواجہ فخر الدین دہلوی نے اس مسئلے کے حل کی بھرپور کوشش کی۔
آپ کی محنتوں کی وجہ سے سماج میں عدم برداشت کے رویے کی اصلاح میں بہت مدد فراہم ہوئی۔

²⁹حسینی، فخر الطالین، 144۔